www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

13 ستمبر 2013ء جمعۃ المبارک 06 ذوالقعدۃ ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 33

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

توشان توشَان وۄدر بۆرُم
زَزِری روٗخَس وۄلُم پان
زَزُر بۂرگس بۂرگس پھۆرُم
کٔرِم گوناہ تہٕ مۆرُم پان

"اپنے نفس کی فرمانبرداری کر کے میں نے اسے خوب پالا پوسا اور فربہ کیا، اور اس طرح میں نے خود ہی اپنے کو اسفل میں پہنچا دیا، یہ سفلہ پن اور لذّتِ گناہ میری رگ رگ کو سرایت کر گیا۔ اب گناہ کے سرزد ہونے کے بعد پچھتاوا اور افسوس کے بغیر کچھ نصیب نہیں ہوا۔"

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

پیغامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا سید سلیمان ندوی

اسلامی تعلیمات کے وسیع دفتر کو اگر ہم دو مختصر لفظوں میں ادا کرنا چاہیں تو ہم ان کو ایمان اور عمل صالح کے دو لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں، ایمان اور عمل صالح، یہی دو چیزیں ہیں جو ہر قسم سے محمدی ﷺ پیغام پر حاوی ہیں اور قرآنِ پاک میں انہی دونوں پر انسانی نجات کا مدار ہے، یعنی یہ کہ ہمارا ایمان پاک اور مستحکم ہو اور عمل نیک اور صالح ہو، اَلَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَ عَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ۔ قرآن میں بیسیوں جگہ آیا ہے اور ہر جگہ صاف کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ فلاح اور کامیابی صرف ایمان اور عملِ صالح پر موقوف ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ان دونوں اصلی مسئلوں کو پوری تصریح کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دوں مگر افسوس یہ موقع نہیں ہے کہ یہاں ان کی پوری تفصیل پیش کی جا سکے۔ اسلئے اس وقت پیغامِ محمدی کا صرف وہ حصہ پیش کیا جاتا ہے، جس نے ایمان وعمل کے متعلق تمام دنیا کی اصلاح کی اور دین ناقص کو تکمیل کے درجہ تک پہنچایا اور ان اصولی اور بنیادی غلطیوں کو دور کیا، جن کی بناء پر انسانیت حد درجہ پستی اور گمراہی میں تھیں۔

ان بنیادی مسئلوں میں سب سے پہلا مسئلہ جو پیغامِ محمدی ﷺ کے ذریعے سے سامنے آیا وہ کائنات اور مخلوقِ الٰہی میں انسانیت کا درجہ ہے اور یہی توحید کی جڑ ہے۔ اسلام سے پہلے انسان اکثر مخلوقاتِ الٰہی سے اپنے کو کم درجہ اور کم رتبہ سمجھتا تھا، وہ سخت پتھر، اونچے پہاڑ، بہتے دریا، سرسبز درخت، برستے پانی، دہکتی آگ، ڈراونے جنگل، زہریلے سانپ، ڈکارتے شیر، دودھ دیتی گائے، چمکتے سورج، درخشاں تاروں، کالی راتوں، بھیانک صورتوں، غرض دنیا کی ہر اُس چیز کو جس سے وہ ڈرتا تھا، یا جس کے نفع کا خواہشمند تھا پوجتا تھا اور اسکے آگے اپنی عبودیت کا سر جھکاتا تھا محمد رسول اللہ ﷺ نے آ کر دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اے لوگو! یہ تمام چیزیں تمہاری آقا نہیں بلکہ تم ان کے آقا ہو، وہ تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں تم ان کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، وہ تمہارے آگے جھکی ہیں، تم کیوں ان کے آگے جھکتے ہو۔ اے انسانو! تم اس ساری کائنات میں خدا کے نائب اور خلیفہ ہو، اس لئے یہ ساری مخلوقات اور کائنات زیر فرمان کی گئی ہی تم اس کے زیر فرمان نہیں کئے گئے، وہ تمہارے لئے ہے، تم اس کیلئے نہیں ہو۔

"(یاد کرو) جب تیرے خدا نے فرشتوں سے کہا تھا میں زمیں میں اپنا نائب بنانے والا ہوں" (بقرہ) "اور اسی خدا نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا" (انعام۔ ۲) اسی نیابت اور خلافت نے حضرت آدمؑ اور اولادِ آدمؑ کو سب مخلوقات میں عزت اور بزرگی بخشی وَ لَقَدۡ کَرَّمۡنَابَنِیۡ آدَمَ اور ہم نے تحقیق اور بلاشک وشبہ آدمؑ کی اولاد کو بزرگ بنایا"۔ اب کیا یہ بزرگ ہو کر اپنے سے پست تر اور حقیر تر کے آگے سر جھکائے۔

اسلام نے انسانوں کو یہ سمجھایا کہ یہ ساری دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَا فِی الۡاَرۡضِ (حج۱۹) "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے بس میں دے دیا ہے" هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا (بقرہ۳) "اسی نے تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے بنایا" جانور تمہارے لئے پیدا ہوئے وَ الۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا لَکُمۡ فِیۡهَا دِفۡءٌ وَ مَنَافِعُ (نحل۔ ۱۰) "اور جانوروں کو پیدا کیا تمہارے لئے ان کے اون میں گرمی اور دوسرے فائدے ہیں" بارش اس سے اُگنے والی سبزیاں اور درخت تمہارے لئے ہیں۔ "اسی خدا نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اُتارا، اس میں سے کچھ تم پیتے ہو اور کچھ سے درخت اُگتے ہیں جس میں جانور چراتے ہو، وہی (خدا) تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور چھوارے اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے"۔ رات دن، چاند سورج اور تارے تمہارے لئے ہیں۔ (نحل ۔ ۲) "اور اس نے رات اور دن اور چاند اور سورج کو تمہارے لئے کام میں لگایا اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں، اور اس کی رَوانی بھی تمہارے لئے ہے۔" "اور وہی (خدا ہے) جس نے دریا کو کام میں لگایا ہے تاکہ تم ان سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے آرائش کے موتی پہننے کو نکالو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں سمندر کو پھاڑتی چلتی ہیں اور تاکہ خدا کی مہربانی کو ڈھونڈھو اور تاکہ تم اس کا شکر کرو"

اس معنی کی بہت سی اور آیتیں قرآن پاک میں ہیں، عارف شیرازی نے اسی مطلب کو اس شعر میں ادا کیا ہے ؎

ابر وباد ومہ خورشید و فلک درکارند
تاتو نانے بکف آری وبغفلت نخوری

ان آیتوں کے ذریعے سے پیغامِ محمدی ﷺ نے یہ واضح کر دیا کہ انسان کائنات کا سرتاج ہے اور خلافت الٰہی سے ممتاز ہے وہ خلقِ کائنات کا مقصود ہے لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡ آدَمَ اور اس کا طغرا ہے، غور کرو کہ اس حقیقت کے فاش ہونے کے بعد انسان کے لئے کائنات کے کسی مظہر یا مخلوق کے آگے سر جھکانا جائز ہے؟ اور اس کے لئے خاک پر پیشانی رکھنا مناسب ہے؟

نادان انسانوں نے خود ایک دوسرے کو بھی خدا بنایا تھا چاہے وہ اوتار بن کر آئے ہوں یا تختِ جبروت پر قدم رکھ کر فرعون، نمرود وشہنشاہ بنے ہوں یا تقدس کا لبادہ اوڑھ کر قیس اور راہب کہلائے ہوں یا پوپ یا عالم یا درویش بن کر اپنے کو معبود بنوانا چاہا ہو یہ بھی انسانیت کی تحقیر تھی، پیغامِ محمدی ﷺ نے اس کو جڑ سے کاٹ دیا: "اور بنائے ہم میں سے ایک دوسرے کو اپنا رب خدا کو چھوڑ کر" (العمران ۔۷) یہاں تک کہ نبیوں کو بھی روا نہیں کہ وہ کہیں: "کُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّیۡ مِنۡ دُوۡنِ اللہِ" "خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ" آنکھوں سے پوشیدہ ہستیوں میں فرشتے اور آنکھوں سے سامنے کی ہستیوں میں انبیاء سب سے بلند ہیں، مگر وہ بھی انسان کے معبود نہیں ہو سکتے، وَ لَا یَاۡمُرَکُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِکَةَ وَ النَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا ط (العمران)

الغرض انسانیت کا درجہ پیغامِ محمدی ﷺ کے ذریعہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اس کی پیشانی سوائے ایک خدا کے کسی کے سامنے نہیں جھک سکتی اور اس کے ہاتھ اس ایک کے سوا کسی اور کے آگے نہیں پھیل سکتے، جس سے وہ لینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جس کو وہ دینا چاہے اسے کوئی لے نہیں سکتا وَ هُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ (زخرف ۔۷) "اور وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا ہے" اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ (سورہ اعراب ۸) 'حکومت صرف خدا کی ہے': اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام ۷) "حکومت صرف خدا کی ہے" "لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ (انعام ۔۷) " اُس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں"

اس پیغامِ محمدی ﷺ کو سامنے رکھ کر ذرا توحید کے مسئلہ کو سمجھو تو معلوم ہو گا کہ علاوہ اس کے کہ اس نے انسانیت کے درجہ کو کہاں تک بلند کیا، توحید کی حقیقت کو بھی کس طرح کھول دیا ہے۔ یہاں 'خدا' کے ساتھ کوئی قیصر نہیں ہے جو کچھ ہے۔ اسی خدا کا ہے، قیصر کا کچھ نہیں، اسی کی حکومت، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی فرمانروائی ہے اسی کا ایک حکم ہے، جو فرش سے عرش تک اور زمین سے آسمان تک جاری ہے۔

عزیزو! اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ ایک انسان اس نشہ خلافت سے سرمست ہو کر کیا کسی غیر خدا کے سامنے جھک سکتا ہے؟ اندھیرا ہو یا روشنی، ہوا ہو یا پانی، بادشاہ ہو یا دشمن، جنگل ہو یا پہاڑ، خشکی وہ یا تری، کیا کبھی ایک صحیح مسلمان کا دل خدا کے علاوہ کسی سے ڈر سکتا ہے اور کسی ہستی کی پروا کر سکتا، ذرا اس روحانی تعلیم کی اخلاقی قوت کو دیکھو اور پیغامِ محمدی ﷺ کی اس بلندی پر غور کرو۔

محمد الرسول اللہ ﷺ کا دوسرا اصولی اور بنیادی پیغام یہ ہے کہ انسان اصل خلقت میں پاک اور بے گناہ اور اس کی فطرت کی لوح بالکل سادا اور بے نقش ہے وہ خود انسان ہی ہے او اپنے اچھے بُرے عمل سے فرشتہ یا شیطان یعنی بے گناہ یا گنہگار بن جاتا ہے اور اپنی فطرت کے سادہ دفتر کو سیاہ یا روشن کر لیتا ہے۔ یہ سب سے بڑی خوشخبری اور بشارت ہے جو بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ملی۔ چین، برما اور ہندوستان کے تمام مذہب آواگون اور تناسخ کے چکر میں مبتلا ہیں، یونان کے بعض بیوقوف حکیم بھی اسی خیال سے متفق ہیں مگر اس وہم نے انسانیت کو بیکار کر دیا اور اس کی پیٹھ پر بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا ہے، اس کے ہر عمل کو دوسرے عمل کا نتیجہ بنا کر اس کو مجبور کر دیا اور اس کی ہر زندگی کو دوسری زندگی کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ (جاری)

www.khanqah.in

اپنے دِل کی خبر لیجئے ۔3

مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب ۔مدظلہ العالی

اور جب بہو کا دِل بنا ہو گا تو ساس سے کہے گی، امی جان! یہ بات زبان سے مت نکالئے گا، اس گھر کو آپ نے یہاں تک پہنچایا ہے، آپ سلامت رہیں، آپ بڑی ہیں، میں تو آپ کی باندی ہوں، میں تو آپ کی کنیز ہوں، آپ نے تو میرے اوپر احسان کیا کہ مجھے اپنے ایسے بیٹے کیلئے پسند کیا، اُمی! آپ نماز پڑھیئے، تلاوت کریئے، میں سب کچھ کرلوں گی، بالکل کروں گی، آپ جیسا کہیں گی ویسے ہی کروں گی، مجھے اکیلا مت چھوڑئے گا، میں اناڑی ہوں، مجھے گھر چلانا نہیں آتا، یہ میرا گھر ہے میں اس گھر کو سجاؤں گی۔ جس گھر میں دِل بنے ہوئے ہوتے ہیں اور دل اچھے ہوتے ہیں اس گھر میں جنت کا ماحول ہوتا ہے، دِل کے اچھے ہونے کے نتیجے میں اگر کوئی بیان کرنا شروع کرے تو وہ شاید سال بھر بیان کرتا رہے کہ کیا بہار آتی ہے زندگی میں اس شخص کی جس کا دِل ٹھیک ہو جائے۔ اسی لئے گزارش ہے کہ اپنے دِل کو پُر بہار بنایئے، اپنے دِل کو خزاں آلودہ مت کیجئے، یہ بجھا بجھا دِل، یہ تھکا تھکا دِل، اسی کی وجہ سے اخلاق خراب اسی کی وجہ سے معاملات خراب اسی کی وجہ سے رہن سہن کا طریقہ غلط، اسی کی وجہ سے غصہ، اسی کی وجہ سے کینہ، اسکی وجہ سے حسد، سارا مسئلہ دِل کا ہے کیا بات کہی ہے شاعر اسلام نے ؎

فیصلہ ترا ترے ہاتھ میں ہے دِل یا شکم

اگر تو پیٹ کے ارد گرد اپنی زندگی کو دوڑائے گا اور ساری فکر پیٹ کی کرے گا، دِل کو نظر انداز کرے گا تو ساری زندگی دُنیا کی بھی جہنم اور آگے آخرت میں تو جہنم کے سوا کچھ نہیں۔

اعمال کی تعداد سے زیادہ اللہ کے یہاں دِل کی کیفیت دیکھی جائے گی، ''اُس دِن کام نہیں آئے گا مال اور اولاد'' کوئی کام نہیں آ گئے گا، کچھ بھی کام نہیں آئے گا، دُنیا میں کام آجاتا ہے مال، دُنیا میں کام آجاتی ہیں اولاد۔ آخرت میں کام نہیں آئے گا، آخر کیا کام آئے گا؟ ''سوائے اس کے کہ جو اللہ کے پاس لے کر آیا ہوا ایسا دِل جس میں کوئی بیماری نہ ہو'' یہ کیوں نہیں کہا ''جو آیا ہے اللہ کے پاس بہت سی نمازیں لے کر'' یہ نہیں کہا بلکہ اسکے برعکس بخاری و مسلم میں ایک ایسی روایت ہے اور ساری حدیث کی کتابوں میں، قیامت کے دِن ایک ایسا شخص آئے جو بہت نمازیں پڑھتا ہو گا اس نے نفلی نمازیں خوب پڑھی ہوں گی، اور اس نے نفلی روزے بھی رکھے ہوں گے اور نفلی صدقات و عطیات بھی دئے ہوں گے، اس مدرسہ میں چندہ، اس مسجد میں چندہ لیکن اس نے اُس کا مال دبایا ہو گا، اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، اس کا دِل دُکھایا ہو گا، یعنی اس کا دِل اچھا نہیں تھا، اعمال کی تعداد بہت تھی لیکن دِل اچھا نہیں تو جس کا دِل صاف نہیں ہو گا وہ یہ بھی کرے گا اور یہ بھی کریگا، وہ نیکیاں بھی کر لیگا اور اسکو پتہ بھی نہیں ہو گا کہ دِن میں کتنی مرتبہ وہ لوگوں کا دِل دُکھا چکا، اسے دھیان ہی نہیں ہو گا کہ کتنی مرتبہ اپنی بیوی کا دِل دُکھا چکا۔

امام عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر پر نکلے ساتھ میں ان کے ایک خادم ہیں، شاگرد رفیق سفر، کہنے لگے دیکھو بھئی! حدیث تو تم نے پڑھی ہے کہ جب سفر پہ نکلیں تو کسی کو امیر بنالینا چاہیے، کہنے لگے جی حضرت بالکل! تو فرمایا کہ طے کرو، ہم دونوں میں سے کون امیر ہو گا؟ تو وہ شاگرد یہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ میں امیر ہوں گا، انہوں نے کہا حضرت آپ امیر ہیں انہوں نے کہا، ہاں ٹھیک ہے، میں! امیر اہوں! ٹھیک ہے؟ اب جو بھی کہوں میرا کہنا ماننا پڑے گا پورے سفر میں، جی حضرت بالکل، اب کہنے لگے کہ یہ میرا سامان اور یہ اپنا سامان، یہ دونوں کا سامان میرے سر پر لاد دو! انہوں نے کہا حضرت! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کا سامان اور میرا سامان دونوں آپ کے سر پر لاد دوں؟ کہنے لگے کیا مطلب؟ تم نے امیر نہیں مانا ہم کو؟ جو امیر کہے گا وہی ماننا پڑے گا تم امیر مان چکے ہو! اب پھنس گئے ان کے شاگرد۔ اللہ اکبر! میلوں کا سفر عبداللہ رازی نے اس طرح طے کیا کہ اپنا سامان اور اپنے شاگرد کا سامان اپنے سر پر رکھ کر پہنچایا۔ اس کے بعد فرمایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک حدیث ہے، آپ نے فرمایا جس نے اپنے چھوٹے کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اس کو آرام پہنچایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اس کو ہر تکلیف سے محفوظ رکھیں گے۔

تو جن کا دِل اچھا ہوتا ہے ان کی زندگی کچھ اور گزرتی ہے تمام نیکیوں کا تعلق دل کے بننے سے اور تمام برائیوں کا تعلق دِل کی خرابی سے ہے، بہت آسان ہے اپنی اصلاح کرنا۔ اگر انسان اپنے دل کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرلے تو اس کے نتیجے میں اس کی پوری زندگی اور بدن سے نکلنے والے اعمال اچھے ہوں گے۔ اس کی زبان میٹھا بول بولے گی کڑوا نہیں بولے گی، بولنے سے پہلے اس کو دھیان آجائے گا اسے خود خیال ہو گا کہ مجھے کیسے لفظ بولنے چاہیے جس سے کسی کا دِل نہ دُکھے، ہر کام کے کرتے وقت خود بخود خیال ہو گا اگر دل ٹھیک ہے، ہم جتنی فکر اعمال کی کر رہے ہیں اللہ بہت مبارک فرمائے، اور فکر میں اضافہ کرنے کی توفیق دے، ان اعمال کو اپنے دِل سے جوڑ دیں دل ٹھیک ہو جائے گا تو تندرست دل سے جو اعمال نکلتے ہیں وہ تندرست ہوتے ہیں اور بیمار ویران اُجڑے اور بگڑے ہوئے دِل سے جو اعمال نکلتے ہیں وہ بگڑے ہوئے اعمال ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لمبی عمر پائی۔ ان کے شاگردوں نے ان سے پوچھا کہ حضرت! ذرا ہم کو اپنے ساتھیوں اور صحابہ کرام کی سیرت کے بارے میں کچھ سنایئے۔ حدّثنا عن اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو انہوں نے عجیب جملہ کہا! میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیانوں میں اس بات کو کثرت سے نقل کرتے تھے انہوں نے یہ جملہ کہا ''وہ جو صحابہ تھے وہ نماز اور روزے کی تعداد کے بارے میں تم سے بڑھے ہوئے نہیں تھے لیکن کوئی شئی تھی جو ان کے دل میں رچ بس گئی تھی''۔ بس اس کی وجہ سے صحابہ ''صحابہ'' تھے۔ کچھ اور ہی تھے وہ، وہ کیا بات تھی یاد رکھیں، سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جو تاثیر ہوتی تھی، آپ کو سب سے زیادہ جو توجہ ہوتی تھی، آپ کا جو سب سے زیادہ فوکس ہوتا تھا وہ دِل کی اصلاح پر ہوتا تھا، کلمہ پڑھتے ہی آدمی کے دِل کی کیفیت بدلنی شروع ہو جاتی، اور دل کی کیفیت جہاں بدلی اسکے اخلاق اچھے ہوئے اس کے اعمال اچھے ہوئے، انہوں نے کتاب الاخلاق پڑھا نہیں ہوتا تھا، انہوں نے کتاب المعاملات پڑھے نہیں ہوتے تھے لیکن ان کی پوری زندگی ٹھیک ہوتی چلی جاتی تھیں۔

آپ کس راستے پر چلنا پسند کریں گے؟

شیخ علی طنطاوی ۔رحمۃ اللہ علیہ

واقعہ یہ ہے کہ فضیلت اور بلند مرتبہ تک پہونچانے والا ہر عمل نفس انسانی پر گراں گزرتا ہے۔ طالب علم کا ٹیلی وثیرن چھوڑ کر کتابیں پڑھنے پر توجہ دینا نفس پر گراں گزرتا ہے۔ ایک عالم کا عیش وتفریح کی محفل چھوڑ کر پڑھنے پڑھانے کا کام میں جٹ جانا طبیعت کیلئے ناگورر ہے۔ صبح کے وقت میٹھی نیند میں مجمور شخص کا آرام دہ بستر چھوڑ کر نماز کیلئے اٹھ کھڑا ہونا طبعِ انسانی پر بوجھ بنتا ہے۔ اسی طرح اپنے گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر جہاد کیلئے جانا تکلیف دہ کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو گناہ کی طرف مائل لوگ نیک لوگوں سے زیادہ نظر آئیں گے۔ غفلت کے شکار اور گمراہی میں بھٹکے ہوئے افراد کی تعداد ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جو اللہ کو یاد کرتے اور سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔ یہ اس با کا بین ثبوت ہے کہ بے سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے اکثریت کا اتباع کرنا اکثر انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور اے نبی اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو گے جو مین میں بستے ہیں تمہیں اللہ کے راستے سے بٹھکا دیں گے'' قران مجید کی یہ آیت اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ویسے بھی اگر کسی چیز کا نادار لوجود اور کیاب ہونا اس کے اعلیٰ وارفع ہونے کی دلیل نہ ہوتی تو ہیرا کیاب اور کوئلہ وافر مقدار میں نہ ہوتا نیز جنیں اور غیر معمولی قابلیت کے افراد اور سر برآوردہ قائدین اقلیت نہ ہوتے۔ انبیاء علیہم السلام اور علماء میں سے نیک افراد جو انبیاء کے وارث ہیں، جنت کے راستے کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور شیاطین جن وانس میں سے بدکردار لوگ جو دنیا میں فساد پیدا کرتے ہیں اور ابلیس کے بدگار ہیں، دوزخ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور خود ہمارے اندر بھی ان دونوں گروہوں کے مدگار اور ساتھی موجود ہیں، ہماری داخلی دنیا میں ایک حصّہ انبیاء کا طرفدار ہے اور ایک حصّہ شیطان کا ہمنوا۔ جو حصّہ انبیاء کا طرفدار ہے وہ عقل سلیم کی صورت میں موجود ہے اور شیطان کا ساتھی حصّہ نفسِ لمّارہ ہے جو برائی پر آمادہ کرتا ہے آپ کہیں گے کہ یہ عقل اور نفس کیا ہیں؟ میں یہ دعویٰ تو نہیں کرسکتا کہ ان میں سے ہر ایک کیلئے کوئی علاحدہ علاحدہ حد مقرر کی جاسکتی یا کوئی ایسی تعریف کی جاسکتی ہے جس سے یہ پوری طرح سمجھ میں آجائیں۔ اسلئے کہ یہ چیز ابھی تک علمِ انسانی کے احاطہ سے باہر ہے اور ہمارے نارسائی کے ظلمات میں پوشیدہ ہے، علم ان کے حدود اربعہ کو پوری طرح رفشن نہیں کرسکا۔ ہم میں سے ہر شخص روزنہ کہتا ہے: ''میں نے اپنے آپ سے یہ کہا، یا مجھے عقل نے یہ مشورہ دیا''۔ تو یہ آپ اور آپ کی عقل یا آپ کا نفس دو علاحدہ علاحدہ چیزیں ہوئیں، لیکن ہیں کیا؟ ان کی تعبین وتبیین کیا ہے، یہ بات بھی واضح نہیں ہوسکی۔ اسلئے اس وقت میں بھی آپ کے سامنے ایک نامعلوم چیز کو اس طرح پیش نہیں کرسکتا کہ وہ پوری کی پوری آپ کو نظر آجائے۔ البتہ ایک مثال سے واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جاڑے کا موسم ہے، آپ نرم وگرم بستر میں میٹھی نیند کے مزے لے رہے ہیں، اچانک اذان کی آواز آتی ہے اور آپ کو نماز کیلئے اٹھنے کی دعوت دیتی ہے۔ کیا اس موقع پر آپ اپنے اندر کسی کو یہ کہتے ہوئے محسوس نہیں کرتے کہ تھوڑی دیر اور سولو۔ پھر پہلی آواز یہ کہتی سنائی دے گی۔ نماز نیند سے بہتر ہے'' مگر وہ دوسری آواز آئیگی ''نیند بڑی مزے لیٹے رہنے میں کوئی حرج نہیں''۔ اس طرح یہ دونوں آوازیں یا خیال یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے۔ جیسے گھڑی کی ٹِک ٹِک سنائی دیتی ہے سو جا۔ اٹھ۔ سو جا۔ اٹھ۔ ظاہر ہے ایک آواز جو اٹھنے کا مشورہ دیتی ہے وہ عقل ہے اور دوسری جو سونے کی طرف مائل کرتی ہے نفس ہے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جو بے شمار موقع پر اور ہزاروں صورتوں میں پیش آتی رہتی ہے، جب بھی ناجائز لطف ولذت کا کوئی موقع کسی شخص کے سامنے آتا ہے۔ نفس اس شخص کو اس پر ٹوٹ پڑنے پر آمادہ کرتا ہے اور اگر اس میں ایمان کی رمق موجود ہے تو عقل اس سے باز رہنے کا مشورہ دیتی ہے اور جتنا ایمان مضبوط ہوتا ہے اتنی ہی عقل کو کامیابی حاصل ہوتی ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ عقل ہمیشہ کامیاب ہو جاتی ہے اور یہ کہ مسلمان کبھی گناہ کے قریب نہیں جاتا۔ اسلام ایک حقیقت پسند اور فطری دین ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق تو محض اپنی عبادت اور اطاعت کیلئے پیدا فرمائی ہے اور وہ فرستے ہیں۔ انسان کو فرستہ نہیں بنایا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق خالص گناہ اور شرکشی کیلئے پیدا کی ہے۔ وہ شیاطین ہیں اور ہم انسانوں کو اس نے شیطان بھی نہیں بنایا۔ پھر اس نے ایک مخلوق ایسی پیدا کی ہے جسے عقل نہیں دی گئی صرف جبلت عطا کی گئی ہے، نہ ان پر فرائض عائد ہوتے ہیں، نہ ان سے جواب طلبی ہوگی۔ یہ حیوانات ہیں۔ ہم انسانوں کو اس نے حیوانِ مطلق بھی نہیں بنایا۔ پھر ہم کیا ہیں؟ یہ انسان کیا ہے؟ انسان ایک ایسی تخلیق ہے جو ان سب سے ممتاز ومنفرد ہے۔ اس میں کسی حد تک ملائکہ کے اوصاف ہیں اور کسی حد تک شیطان کی شیطنت ہے۔ اسی طرح حیوانیت اور وحشت کا بھی کچھ حصہ اسکے مرکتب میں شامل ہے۔ اگر انسان عبادت وریاضت میں مشغول رہے اور خشوع سے اپنے رب کے ساتھ لو لگالے اور اس کا دل نفسانی غلاظتوں سے اتنا پاک ہو جائے کہ اس میں حسنِ مطلق کا جلوہ منعکس ہونے لگے اور ایمان کی مٹھاس چکھ لے تو ایسی حالت میں اس پر ملکی صفات غالب آجاتی ہیں اور فرشتوں سے مشابہ ہو جاتا ہے جن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کبھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے، بجالاتے ہیں۔ اور اگر انسان کی شہوتِ نفسانی میں ہیجان آجائے اور اس پر جنسی جذبات کا غلبہ ہو جس کی وجہ سے خون کھولنے لگے، رگوں میں پارہ دوڑنے لگے اور ذہن میں آرزوؤں اور حواہشات کا طوفان امنڈ آئے تو یہ ہر حرام کام کرنے پر راغب ہو جائے گا، ہر ناپاک چیز اسے لطیف نظر آئے گی۔ عجیب وغریب غیر طبعی اور غیر فطری منصوبے سوچے گا۔ (جاری)

- 2 -

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

13 ستمبر 2013ء جمعۃ المبارک

دِل ایک ہے یہ صرف ایک ہی کیلئے

آفتاب سما ہو نہیں سکتا رہ نما، اس کے اندر دھڑکتا دل نہیں، سوز نہیں، گداز نہیں، جگر نہیں، درد نہیں، جذبہ نہیں، تڑپ نہیں، اپنے مالک کی طلب نہیں، دل کو دِل سے راہ ہوتی ہے، دل دِل سے متاثر ہوتا ہے، جمادات کی نشو ونما سے ہزار بار بڑھ کر دلوں کی مسیحائی کا رتبہ ہے۔احیاء موتی سے بڑھ کر اِحیاءِ قلوب کا درجہ ہے۔وہی دل حیات پاتا ہے جو زندہ دِل کے قریب کردیا جائے۔دُور رہ کر کسی کا دِل منوّر ہو نہیں سکتا۔

دِل ایک ہے اور صرف ایک کیلئے ہے۔جس نے اُسے بنایا مومن نے اسی کے یاری کے لئے ذکرِ یار سے دِل کو بسایا اور آباد کیا۔ذکر وفکرِ خالق ہی سے مالک نے اس کا قرار وسکون وابستہ رکھا ہے۔ورنہ سامانِ راحت تمام ہو کر بھی راحت مل نہیں سکتی جو کہ مشاہدہ ہے۔

انسان اشرف واعلیٰ ہے لیکن اشرفوں کا اشرف گروہ معشرِ انبیاء ہے۔ان پر لاکھوں سلام۔وہ نفوس قدسیہ اپنے اپنے وقت پر اپنی اپنی قوموں میں مبعوث ہوئے اور آکر واپس تشریف لے گئے لیکن ایک آفتابِ رسالت آئے اور ہمیشہ کے لئے آئے۔اس آفتاب کے لئے مغرب نہیں، غروب نہیں۔بس مشرق ہی مشرق اور طلوع ہی طلوع ہے۔کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْن وَشَمْسُنَا   عَلَـی الْاُفَـقِ الْاَعْـلیٰ فَلَا تَغْـرُبُ

''یعنی اگلوں کے آفتاب غروب ہو چکے اور ہمارے خورشید کے لئے ڈوبنا نہیں وہ ہمیشہ بلند اُفق پر چمکتا رہے گا۔''

سیدنا محمد مدنی صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ آفتابِ نبوت جسے مولائے حق تعالیٰ نے منبعٔ فیضان بنایا اور ہدایت کا سرچشمہ اور حرارتِ ایمانی کا مرکز بنایا۔

دردِ دل، شوق وذوق، رحم وکرم، جود وسخا، جذبہ تلاشِ مولیٰ، ابدی زندگی کی رہبری، غم انسانیت، حقیقی عبودیت، مالک کی وافر محبت وفریفتگی، صنف نازک کی پاسداری ورعایت، عفّت وعصمت، مکارمِ اخلاق، خلق کو خالق کے ساتھ مربوط کرنے کی جدوجہد، انسانوں کے باہم حقوق کی ادائیگی کی تعلیم وتربیت، میزانِ عدل وانصاف کے تحت زندگی کی لذت وسرور اور منکرات کی روک تھام وغیرہ اقدار (Values) واخلاق اسی بحرِ حکمت وہدایت کے ندیاں ہیں، ان ندیوں سے فیض اور فائدہ اُٹھانا ہر انسان کے لئے ضروری ٹھہرا، انکار کی گنجائش نہیں، کوئی کرے تو کرے دارالامتحان میں روکے گا کون؟ لیکن انجام بُرا ہوگا اور ایسا بُرا کہ اس کی برائی کی کوئی حد نہیں، کیوں کہ جو نورِ آفتاب سے منہ موڑے تو اُسے تاریکیوں میں جانا ہے، جہاں ظاہری چشم کشائی سے بھی کچھ نظر نہیں آئے گا۔

دل کا برتن صاف ہو اور گندگیوں سے پاک ہو، اس میں خالص دودھ بھرا جاسکتا ہے اور مقصد پورا ہوتا ہے لیکن جس ظرف میں پہلے ہی سے تہہ یا طرف میں گندگی لگی ہو تو دودھ کی لطافت اُسے برداشت نہیں کرسکتی ہے، خطا کاری دودھ کی نہیں ظرف کی ہے، اس لئے انسانوں کو چاہیے کہ دلوں کی صفائی کریں، کینہ، حسد، عناد، مذہبی تنگی کے بغیر قبول حق کے لئے بارگاہِ ختم رسالت کے امین سیدنا محمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہوں اور جنّتوں کی اَبدی اور لازوال زندگیوں کی رہبری حاصل کریں ورنہ بدترین قسم بقسم سزاؤں اور دوزخ جو تباہی اور سنگینی میں آپ اپنی مثال ہیں، میں ابدالآباد ذلیل خوار ہو کر جلنا پڑے گا، جہاں خودکشی کا ہر دریچہ مسدود ہوگا، مرنا چاہیں گے لیکن کبھی مر نہیں سکتے، ان کا جسم پہاڑوں کی طرح بڑا اور جسیم بنادیا جائے گا، ان کے بُرے اعمال سرعام فاش کئے جائیں گے، دوزخیوں کا پیپ پلائے جائیں گے، کانٹوں کی خوراک ان کو کھلائی جائے گی............اللہ کی پناہ!

ہمدردی، انسان دوستی کی وجہ سے۔جی چاہتا ہے کہ کاش پوری انسانیت انبیاء ومرسلین کے محفوظ دین یعنی اسلام کے حرم آمن میں داخل ہو اور آخرت میں نجات پائے زہے قسمت، اسی زاوئے نگاہ سے دیکھا جارہا ہے اور اغراض زیر نظر نہیں تسلط اور بڑائی مقصود نہیں۔

(حمید اللہ۔غفرلہ)

جواھر القرآن

سورۃ الّیل قسط: 5 (آیت 5 تا 9)

جزا وسزا جنت وجہنم پر ایمان اور ان تمام باتوں کو سچ جاننا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلسم سے ثابت ہوں۔

تو ان تینوں مذکورہ صفات کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طرف آدمی کا ایمان درست ہوا سے قرآن کریم اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلسم کی بتائی ہوئی تمام باتوں کا پکا یقین ہو اور دوسری طرف اس کے اعمال واخلاق درست ہوں اور اعمال اوخلاق کا تعلق بندوں سے بھی ہے اور اللہ سے بھی اس طرح ان آیات میں بندوں کے ساتھ تعلق کی درستی اور ان کے حقوق واجبہ کی ادائیگی کی ہدایت بھی موجود ہے۔اور ساتھ ہی حقوق اللہ کی ادائیگی کی ہدایت بھی موجود ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت اور اس کی بندگی وعبادت میں سرگرمی اور اس کی ہر قسم کی نافرمانی سے پرہیز ہو اور یہی تقویٰ کی جان ہے تو جس گروہ یا شخص میں یہ تینوں صفات وخوبیاں موجود ہوں گی اس کے بارہ میں فرمایا گیا ''ہم اس کیلئے راحت وآرام تک پہنچنا آسان کردیں گے'' یعنی اس کو دُنیا میں نیک اور اچھے کاموں کی توفیق دیں گے اور ان سب عبادتوں کی توفیق دیں گے جو آخرت میں اس کے کام آویں تا کہ اس توفیق کے سبب سے اس پر عبادتوں کا کرنا آسان ہو جائے اور دل وجان سے اس میں مشغول رہے۔اس واسطے کہ نیک کام کا خاصہ ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ کرتا ہے تو اس کے نفس میں ایک قوت نورانی پیدا ہوتی ہے کہ اس کے سبب سے اچھی رہ چلنا اور نیک بات کو اختیار کرنا اس پر آسان ہو جاتا ہے اور وہ ظاہر کی تکلیف بھی اس کیلئے آسان ہو جاتی ہے کیوں کہ جب کسی چیز کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے پھر جب موت اس کی آتی ہے اور اس عالم سے جدا ہونے کا قت پہنچتا ہے تو اس کو بڑی آسانی نصیب ہوتی ہے گویا دُنیا کے جیل خانہ سے چھوٹتا ہے اور پھر مرنے کے بعد بھی منکر نکیر کا جواب اور حشر ونشر کا ہول اور حساب کتاب کا خوف اور میزان کا اندیشہ اور پل صراط سے اترنے کی سختی سب اس پر آسان ہو جاتی ہے اور انجام کار وہ انتہائی آسان اور راحت کے مقام پر پہنچا دیا جاوے گا جس کا نام جنت ہے یہ تو اس گروہ کا بیان ہوا جو انجام کے لحاظ سے کامیاب ہے اور جسے اپنی کوششوں کا اچھا پھل ملے گا۔اس کے برغلاف دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو انجام کے لحاظ سے سراسر ناکام ونامراد ہے، اور ان کی بھی تین ہی صفات بیان کی گئی ہیں، پہلی صفت یہ ہے ''اور جو بخل کرتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا یعنی وہ جو کچھ مال دولت کماتا اور حاصل کرتا ہے وہ صرف اپنے دست بازو اپنے علم وہنر اور ذاتی سوجھ بوجھ کا نتیجہ سمجھتا ہے، اسلئے وہ اپنی کمائی کو یا تو ذاتی عیش وآرام پر اڑاتا ہے، یا پھر جوڑ جوڑ کر رکھتا ہے ضرورت مندوں کی مدد کیلئے اور محتاج، غرباء، وفقراء کیلئے اسکے پاس کچھ نہیں ہوتا۔

(باقی آئندہ شمارے میں) ۴۳؟ ۲۰۰۸)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

چھینک کی دُعاء

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے کہنا چاہیے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' (ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کیلئے ہے)

اور اس کے دوست یا بھائی کو کہنا چاہیئے:

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' (رحم فرمائے تم پر اللہ)۔

اور جب اس کا بھائی اسے یہ کہے تو وہ یہ کہے:

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ''

(تمہیں ہدایت دے اللہ، اور درست کرے تمہارا حال)

اور اگر کافر چھینک آنے پر ''الحمد للہ'' کہے تو کہا جائے:

''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ''

(تمہیں ہدایت دے اللہ، اور درست کرے تمہارا حال)

(بخاری حدیث: ۶۲۲۴، ترمذی حدیث: ۲۷۴۹، احمد: ۴/ ۴۰۰، ابوداؤ دحدیث: ۵۰۲۸)

شادی کرنے والے کیلئے دُعاء

''بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ''

برکت کرے اللہ تیرے لئے اور برکت کرے تجھ پر اور جمع کرے تم دونوں کو خیر (بھلائی) میں۔

(ابوداؤ دحدیث: ۲۱۲۰، ترمذی حدیث: ۱۰۹۱، ابن ماجہ: ۱۹۰۵)

www.khanqah.in

علم نحو سیکھئے۔30

سوال: غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنے کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنے کی چند صورتیں ہیں:

۱) مناسبب کی وجہ سے جیسے سلاسِلاً واَغْلالاً میں سلاسل غیر منصرف کو اغلال کی مناسب لفظی اور معنوی کی وجہ سے منصرف کرکے تنوین کو داخل کر دیا گیا۔

۲) اضافت کی وجہ سے کیوں کہ اسم کو منصرف کے حکم میں کر دیا ہے جیسے مَرَرْتُ بِاحدکم۔

۳) الف کے دخول کی وجہ سے جیسے مَرَرْتُ بالاُحْمَدَ۔

۴) ضرورت شعری کی بنا پر جیسے اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اَنَّ ذِکْرَہٗ
هُوَ الْمِسْكُ مَا کَرَّرْتَهٗ یَتَضَوَّعُ

میں نعمان غیر منصرف پر ضرورت شعری کی وجہ سے کسرہ کی تنوین داخل ہے۔ (حاشیہ کافیہ)

سوال: جن اسباب منع صرف میں علمیت شرط یا محض ایک سبب کیساتھ جمع ہوتی ہے جب اس کو نکرہ بنادیا جائے تو وہ منصرف کیوں ہو جاتے ہیں؟

جواب: (۱) جس میں علمیت شرط ہے وہ منصرف اس وجہ سے ہو جاتے ہیں کہ شرط کے ختم ہونے کی وجہ سے کوئی سبب باقی نہیں رہتا ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ: اِذَا فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ المَشْرُوطُ یعنی جب شرط ختم ہو جاتی ہے تو مشروط بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) اور رہی بات اس میں جن میں علمیت محض ایک سبب کے ساتھ جمع ہوتی ہے تو وہ منصرف اس وجہ سے ہو جاتے ہیں کہ ان میں صرف ایک سبب باقی ہوتا ہے۔ اور ایک سبب سے کوئی اسم غیر منصرف نہیں ہوتا ہے۔ (ہدایت النحو)

سوال: رَجَبَ۔ شَعبانُ۔ عُمَرُ۔ اُوَلُ۔ عطشانُ۔ عُفرانُ۔ اَحْمَدُ۔ محمد عارف۔ بعلبکّ ان مذکورہ الفاظ میں کیا کیا اسباب ہیں؟ منع صرف میں سے بیان کیجئے؟

جواب: رَجَبُ میں عدل اور علم ہے۔

شعبان میں الف نون زائدتان اور علم ہے۔

عُمَرُ میں عدل اور علم ہے۔

اُوَلُ میں عدل اور وصف ہے۔

عَطشانُ میں وصف اور الف نون زائدتان ہے۔

عُفران میں علم اور الف نون زائدتان ہے۔

اُحْمَدُ میں علم اور وزن فعل ہے۔

محمد عارف میں ترکیب اور علم ہے۔

بعلبکّ میں ترکیب اور علم ہے۔

سوال: مرفوعات کتنے ہیں؟

جواب: مرفوعات آٹھ ہیں: (۱) فاعل جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیدٌ فاعل ہے۔

(۲) نائب فاعل جیسے ضُرِبَ زَیدٌ میں زَیدٌ نائب فاعل ہے۔

(۳) مبتدا جیسے زَیدٌ قائم میں زَیدٌ مبتدا ہے۔

(۴) خَبر جیسے رَجلٌ قائمٌ میں قائم خبر ہے۔

(۵) اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر جیسے اِنَّ زَیداً راکبٌ میں راکب اِنّ کی خبر۔

(۶) کان اور اس کے اخوات کا اسم جیسے کَانَ حامدٌ قائماً میں حامدٌ کان کا اِسم۔

(۷) ماولا مشابه بليس کا اسم جیسے مازَیدٌ قائماً میں زَیدٌ ماولا مشابہ بلیس کا اسم

(۸) لائے نفی جنس کی خبر جیسے لا رَجُلَ فی الدار ظریفٌ میں ظریفٌ لائے نفی جنس کی خبر ہے۔ (ہدایت النحو)

سوال: مرفوع کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرفوع وہ اسم ہے جو فاعل کی علامت پر شامل ہو جیسے نظرَ خلدٌ میں دال کا ضمہ۔

سوال: فاعل کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: فاعل کی علامت تین ہیں (۱) ضمہ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ (۲) واو جیسے جآءَنِیْ اَبُوکَ۔ (۳) الف جیسے جآءَنِیْ الرجلانِ۔ (ایضاح المطالب)

سوال: رفع فاعل کے ساتھ مخصوص کیوں؟

جواب: فاعل کے افراد کم ہیں اور جس کے افراد کم ہوتے ہیں وہ خفیف ہوتا ہے اور خفیف ثقل کا تقاضا کرتا ہے اور ثقیل رفع ہے اس وجہ سے رفع فاعل کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔

(تحریر سنبٹ: ۲۸)

الحاد اور لادینیت کے سیلِ رواں

کو کیسے روکا جائے؟- 4

لادینی تحریک پر سید محمد سلیم تحریر فرماتے ہیں:

"غیر محسوس اور غیر مادّی حقائق کا برملا انکار کرنے کے بعد مذہب بے زاری Theophobia جدید نظام فکر کا اہم عنصر پایا۔ مغرب میں اب صرف وہ علم معتبر ہے؛ جس سے لادینی فکر کو تقویت ملتی ہو؛ سائنس کا ہر ہم سفر شعوری یا غیر شعوری طور پر مذہب بے زاری کے جذبے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مغرب کے حکماء اور فلاسفہ کی اس ذہنیت کو ''لادینیت'' Secularism کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ لاادریت Agnosticism سے بالکل مختلف نظریہ ہے۔ یونان کے ''لاادریہ'' فلسفی لاعلمی کے مدعی تھے؛ لیکن جدید دور کے حکماء اور فلاسفہ مذہب دشمنی کے علم بردار ہیں۔ خدا کے تصور کو حذف کرنا اور مادیت کے ذریعہ کائنات کی ہر شئی کی تشریح کرنا اب سائنس کا منتہائے مقصود بن گیا ہے؛ اس کا واضح ثبوت فرانس کے سائنس داں ''لاپلاس'' Laplace کے جواب سے ملتا ہے؛ اس نے اپنی طبیعاتی تصنیف نپولین (۱۸۰۴ء تا ۱۸۱۴ء) کو پیش کی۔ نپولین نے لاپلاس سے دریافت کیا: میں نے آٹھ سو صفحات کی کتاب میں خدا کا لفظ کہیں نہیں پڑھا؛ اس کی کیا وجہ ہے؟ لاپلاس نے جواب دیا: ''آقا! اب اس فارمولے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔'' (مغربی فلسفۂ تعلیم کا تنقیدی جائزہ ص: ۳۲)

لادینیت: مغربی معاشرہ انکارِ مذہب، اور انکار مابعد الطبیعیات کی بنیاد پر استوار ہوا ہے؛ اس لیے مذہب دشمنی اور لادینیت اس نظامِ حیات کی معروف اور مقبول قدر ہے؛ اس نظامِ حیات کے رگ و ریشہ میں لادینیت سرایت کیے ہوئے ہے؛ لادینیت کو اس نظام میں اصولِ موضوعہ کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ابتدا میں ہی لادینی تصور حیات کو نوخیز طلبہ کے ذہنوں میں راسخ کرنے کی پیہم کوشش کی جاتی ہے۔ سرکاری سطح پر احکام نافذ کیے جاتے ہیں، جن کے ذریعہ سرکاری درس گاہوں میں ہر قسم کے مذہب کی تعلیم ممنوع قرار دی گئی۔ امریکہ کی ریاست ''میسا چوسیٹس'' Massachusetts نے پہل کی اور ۱۸۲۸ء کے تعلیمی ایکٹ کے ذریعہ سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ دوسرے مغربی ملکوں نے کم و بیش انہی خطوط پر اپنے یہاں احکام نافذ کیے اور اپنے شہریوں کو مذہب کی تعلیم حاصل کرنے سے روک دیا۔ (مغربی فلسفۂ تعلیم کا تنقیدی جائزہ ص: ۱۲۳)

مغرب اور مغرب کے زیرِ تسلط دنیا کے مختلف خطوں میں جب لادینی تحریک کو فروغ حاصل ہوا؛ تو بیسویں صدی میں U.N.O اقوامِ متحدہ تشکیل دی گئی اور دنیا کے تمام ممالک کو اس کا ممبر بننے کی دعوت دی گئی؛ بلکہ مجبور کیا گیا اور پھر مغربی منصوبہ ساز ذہن نے ایک خوفناک منصوبہ بنایا۔ مغرب کے اس منصوبہ ساز ذہن گروہ نے دوسری جنگ عظیم کے بعد جب دیکھا کہ اس کا سیاسی تسلط دنیا سے ختم ہو رہا ہے؛ تو پوری دنیا کو اپنی ذہنی غلامی میں کس نے کے لیے 20/اکتوبر 1945ء کے دن اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی گئی؛ ابتداء میں 50 ممالک اس کے ممبر تھے مگر اس کے بعد مجبوراً یا مفاد کے خاطر اس سے ملحق ہوتے رہے؛ اس وقت تقریباً ۱۹۰/(ایک سو نوے) ممالک اس کے ممبر ہیں۔ (www.ur.org) اقوام متحدہ نے ۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء کے دن Universai Declavation of Human Rights یعنی انسانی حقوق کا علمبردار اعلامیہ جاری کیا؛ بس پھر کیا تھا! گویا پوری دنیا سیاسی، معاشرتی، معیشی، تجارتی، تعلیمی، انتظامی، رفاہی، مذہبی؛ ہر اعتبار سے سے مغربی ملحدین کے قبضہ میں آگئی۔

U.N.O کے زیر نگرانی مندرجہ ذیل اداروں کو وجود دیا گیا۔

(۱)......سیکورٹی کونسل: جو مملکتوں کے معاملات نبھائے گی؛ مگر ویٹو طاقتوں کے مفاد میں۔

(۲)......ورلڈ بنک اور آئی، ایم، ایف: جو عالمی معیشت پر کنٹرول کرتے ہیں۔

(۳)......W.T.O: جو عالمی تجارت پر قابو کرتا ہے۔

(۴)......W.H.O: جو عالمی صحت پر اجارہ قائم کیے ہوئے ہے۔

(۵)......F.A.O: جو عالمی زراعت پر کنٹرول جمائے ہوئے ہے۔

(۶)......E.L.O: جو عالمی صنعتوں کو لیبر کے ذریعہ کنٹرول کرتا ہے۔

(۷)...... یونی سیف: جو تعلیم کو اپنے نہج پر لانے کے لیے دباؤ ڈالتا ہے۔

(۸)...... روٹری اور ڈیبز کلب ملک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے پر کنٹرول کے لیے

دنیا پر اس وقت مغربی فکر و تہذیب کا غلبہ ہے اور مغرب اپنی تہذیب کی عالمگیریت کے لیے ہر ممکن طریقے سے کوشاں ہے، مغرب نے اپنی تہذیب و فکر، ڈانڈے یونان و روما سے جوڑے ہیں؛ جبکہ یونانی تہذیب بت پرستی، مادّیت پرستی اور عقلیت پرستی سے متاثر ہے، اور رومی تہذیب دنیا پرستی، ظاہر پرستی، فنونِ لطیفہ، شاعری، موسیقی، مذہب سے بے رغبتی اور شہوانیت پرستی سے؛ متاثر ہے؛ اس طرح مغربی فکر و تہذیب گو ''جماع الاثم'' یا مجمع الآثام ہے۔ اس کے علاوہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اور این، جی، اوز وغیرہ کا بدترین کردار؛ سب اقوام متحدہ کے آڑ میں ہوتا ہے۔ اس کا فائدہ اٹھا کر پوری دنیا کو مذہب، خدا اور آخرت کے تصورات سے پاک کرنے کا منظّم پلان بنایا اور تعلیمی میدان میں ایسی اصلاحات کی جس کی رو سے نئی نسل مذہب اور خدا بیزاری کے ساتھ ساتھ اخلاقِ حسن سے بھی محروم ہو جائے۔ اور انسان کو حیوانِ کامل بنا دیا اور اس کے لیے Moralless اور Valueless سوسائیٹی کا منصوبہ بنایا اور اس کے ماتحت تعلیمی نصاب تشکیل دے کر پوری دنیا کے تعلیمی اداروں میں نافذ کر دیا، جس سے خالص سیکولر تعلیم کا آغاز ہو؛ اجس کا منشاء یہ کہ انسان کے اندر سے مذہب کی گرفت ختم کر دی جائے اور اباحیت کا نظریہ یعنی ہر چیز جائز ہے، مذہبی اصطلاحات جائز، ناجائز، حلال، حرام بے معنی ہیں؛ کو عام کر دیا گیا۔

(جاری)

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

مُردہ بیوی کو غسل دینے کا حکم

مفتی مظفر حسین صاحب۔ دار العلوم سوپور

سوال: کیا شوہر اپنی مردہ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟

عبدالرشید۔ بوگام کولگام

جواب:۔ وباللہ التوفیق۔ ہر معاملہ سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ جو کام میں کر رہا ہوں اگر وہ فرض، واجب، سنت نہیں ہے صرف جائز ہے لیکن اس کے کرنے میں انتشار کا اندیشہ ہے تو انتشار سے بچانے کیلئے اس جائز کام کو بھی چھوڑنا چاہیے اس کی بہت ساری دلیلیں موجود ہیں مثلاً سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی پھر قریش مکہ نے کفر کے زمانے میں تین تبدیلیاں کیں، (۱) کعبہ کا ایک حصہ جس کو حطیم کہا جاتا ہے بالکل الگ رکھا (۲) دو دروازوں میں ایک بند کیا (۳) کعبہ کے دروازے کو بہت اونچا کیا۔ آنحضرت ﷺ کی خواہش تھی کہ اس کو حضرت ابراہیم کی تعمیر اور نقشہ کے مطابق بنایا جائے یعنی حطیم کا حصہ دیوار کے اندر لے جائیں، دو دروازے بنائے جائیں اور کعبے کے دروازے کو سطح زمین کے برابر رکھا جائے، اس خواہش وتمنا کا اظہار آنحضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے کیا لیکن آنحضرت ﷺ نے محض اسلئے یہ کام نہیں کیا کہیں انتشار کی کیفیت پیدا ہو جائے چنانچہ بیت اللہ کی تعمیر آج بھی قریش کے نقشہ وتعمیر کے مطابق ہے۔ بخاری شریف جلد ۱/ ۲۴ میں ہے "مَن ترک بعض الاختیار مخافة ان یقصر فهم لبعض الناس عنه فیقحوا فی اشدّ منه" اس شخص کا بیان جس نے بعض جائز چیزوں کو اس خفف سے ترک کیا، کچھ لوگ اس کو نہ سمجھ سکیں تو اس سے سخت بات (گناہ) میں مبتلا ہو جائیں۔ اس باب کے تحت یہ حدیث لاتے ہیں "آنحضرت نے مجھ سے فرمایا اے عائشہؓ اگر تیری قوم (قریش کے لوگ) نو مسلم نہ ہوتے حضرت ابن زبیر نے کہا کہ کفر سے تازہ تازہ نہ نکلے ہوتے تو میں کعبہ کو شہید کر کے اس میں دو دروازے لگاتا ایک دروازے سے لوگ اندر آتے اور دوسرے دروازے سے لوگ باہر جاتے۔" (بخاری شریف جلد ۱/ ۲۴)

لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے زمانے میں یہ خواہش پوری نہ کر سکے اسی طرح خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی، البتہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں آنحضرت ﷺ کی خواہش کے مطابق کی لیکن حجاج بن یوسف نے پھر اسی طرح کعبہ کی تعمیر کی جس طرح زمانہ کفر میں قریش نے تعمیر کی تھی، چنانچہ آج تک کعبہ قریش اور ظالم حجاج کی تعمیر ونقشہ کے مطابق ہے کوئی اسلئے بدلنا نہیں چاہتا ہے تا کہ انتشار پیدا نہ ہو جائے۔ یہ تو وہ جائز کام ہے جن کے کرنے پر صاف دلیل موجود ہے، اور سب سے بڑھ کر پیغمبر برحق کی خواہش وتمنا ہے لیکن جن کاموں کے بارے میں صاف اور صحیح دلیل موجود ہی نہ ہو انتشار وغلط فہمی کا اندیشہ ہو اس سے بچنا تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ اس پس منظر میں اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ بیوی کے مرنے کے ساتھ ہی شوہر کا تعلق اس سے ختم ہو گیا وہ اس کیلئے اجنبی کی طرح بن گیا اسی وجہ سے مرد بیوی کے مر جانے کے فوراً بعد مرحومہ بیوی کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، لہٰذا شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا ہے، اس بارے میں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ امت کا مسلسل اور متواتر عمل اس بارے میں کیا رہا ہے، مشرق ومغرب، شمال وجنوب پوری امت میں یہی طریقہ جاری ہے، عورتیں ہی عورتوں کو نہاتی اور کفناتی ہیں اس میں ہمدردی کا اظہار بھی ہے، پردہ کا خیال بھی ہے، اور سب سے بڑی بات عورت کے بارے میں یہ ہے کہ عورتیں ہی عورتوں کو غسل اور عوارضات سے واقف ہیں، عورت ہی ان امور کی رعایت رکھے گی جن کی ضرورت عام طور نکاح میں پڑتی ہے، اسی لئے امت کا مسلسل عمل یہ چلا آرہا ہے کہ عورتیں ہی عورتوں کو نہلاتی اور کفناتی ہیں اور کفن میں بند کر اس کو مردوں کے حوالہ کرتی ہیں تا کہ وہ پردہ کی حالت میں اس کو اپنی آخری منزل قبر تک پہنچائیں۔ امت کے پاس اس بارے میں واضح دلیل موجود ہیں، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دو زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زینبؓ کی وفات آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہوتی لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو خود نہیں نہلایا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تین صاحبزادیوں کی آپ کی زندگی میں انکے شوہروں کی حیات میں وفات ہوئی لیکن ان تینوں کو ان کے شوہروں نے نہیں نہلایا بلکہ عورتوں نے ان کو غسل دیا کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی شوہر نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں اپنی بیوی کو غسل دیا ہو کتنی عورتیں مر گئی لیکن نہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے شوہروں کو غسل دینے کا حکم دیا نہ شوہروں نے آگے بڑھ کر ان کو غسل دینے کی کوشش کی، اگر یہ کوئی فضیلت کی چیز ہوتی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں اس پر کبھی نہ کبھی عمل ہوا ہوتا لیکن اس بارے میں کوئی صحیح حدیث پیش نہیں کی جاسکی، البتہ اسکے برعکس دلائل موجود ہیں:

(۱) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سب سے وفادار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ پچیس سال آپ کی زوجیت میں رہیں، ہجرت سے تین سال پہلے مکہ مکرمہ میں ان کا انتقال ہوا، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم موجود تھے لیکن حدیث میں یہ درج نہیں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا غسل دیا۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۳/ ۲۸۹)

(۲) ام المؤمنین حضرت زینب بن خزیمہؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ محترمہ ہیں جن کا لقب ہی ام المساکین تھا کیونکہ وہ فقراء ومساکین کو نہایت ہی خوشدلی اور فیاضی کے ساتھ کھلاتی تھیں چند مہینے ہی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نکاح میں رہی پھر ان کا انتقال ہوا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئیں لیکن کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو غسل دیا۔ واضح رہے کہ انہی زوجہ محترمہ کی آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں وفات ہوئی باقی تمام ازواج مطہراتؓ کی وفات آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہوئی، اگر یہ کوئی فضیلت وثواب کی چیز ہوتی تو کم از کم یہ بیان کرنے کیلئے کہ یہ جائز ہے، آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو اپنے دست پاک سے غسل دیتے لیکن ایسا ہر گز ثابت نہیں ہے۔

آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیاں

حضرت زینب رضی اللہ عنہا: حضرت زینبؓ آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہے، ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی حضرت ابو العاصؓ ابن ربیع سے ہوئی۔ ۸ھ میں مدینہ پاک میں انکا انتقال ہوا، ان کے خاوند حضرت ابو العاصؓ موجود تھے حضرت سودہ اور ام ایمن نے غسل دیا، آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنازہ پڑھایا۔ (سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی) نہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو العاصؓ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر اپنی زوجہ کو غسل دیں تا کہ آنے والی امت اس پر عمل کر سکے نہ ہی حضرت ابو العاصؓ نے خود آگے بڑھ کر امت کو سکھلانے کیلئے اپنی زوجہ کو غسل دیا، حضرت زینبؓ کے غسل وکفن کا واقعہ حدیث کی تمام کتابوں میں اختصار اَو تفصیل کے ساتھ درج ہے، بخاری شریف میں حضرت ام عطیہ نے کہا کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (زینب) کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا انکو تین بار نہلاؤ، اگر مناسب سمجھو تو پانچ بار یا پانچ سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ، اور اخیر میں کافور رکھو یا فور میں کچھ تھوڑا بہت ملاؤ پھر جب تم نہلانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر کر دو، حضرت ام عطیہ نے کہا کہ جب ہم ان کو نہلا کر فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دے دی تو آپ نے اپنا تہبند عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ اندر کے اس بدن میں لپیٹ دو۔ (بخاری شریف باب غسل المیت ووضوءہ بالماء والسدر جلد ۱/ ۶۷)

فائدہ: آپ نے تبرک کیلئے اپنی لنگی ان کو عنایت فرمائی لیکن نہ حضرت ابو العاصؓ نے ان کو غسل دیا نہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو حکم دیا البتہ آنحضور غسل دینے والی عورتوں کو غسل وغیرہ کے بارے میں باہر سے ہدایات دے رہے تھے نہ خود اندر تشریف لے گئے نہ ان کے خاوند کو اندر جانے کا حکم دیا۔ (باقی تفصیل آئندہ شمارے میں۔ ان شاءاللہ)

اعلانِ داخلہ

غفلت اور تغافل، جہالتِ جدیدہ اور تجاہل، بوالہوسی اور تکالب، مادہ پرستی اور الحاد، نفس پرستی اور خدا بیزاری کے دَور میں بھی بہر حال خوش نصیب لوگ ہر دَور میں ہیروں کی طرح سمندروں کی گہرائیوں میں پوشید ہوتے ہیں، اُن کو اندروں سے بیروں کی جانب لانا ضروری ہوتا ہے تا کہ عالَم اُن سے چمک اُٹھے۔ اسلئے اُن مقدس یا آئندہ سعادت مند بننے والے نفوس سے گزارش ہے کہ دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ میں تعلیم وتربیت کیلئے داخلہ لے لیں۔

عصری تعلیم دسویں جماعت تک اور درجہ حفظ وناظرہ نیز عربی چہارم تک کے علاوہ بقدر ضرورت انگریزی، ریاضی، سائنس اور کمپیوٹر کی سہولیات بھی مہیا رکھی گئی ہیں، بس محنتی، ذہین وفہیم اور حق کے متلاشی باہمت طلباء کا شدید انتظار ہے، اللہ کرے کہ سواء السبیل کی دعوتِ حق کا مضراب دل کی تاروں کو چھیڑے۔

نشر واشاعت: دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

فون نمبر: 9906546004, 9622841975

SAMEER & CO

Deals with:

PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC

ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے

H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD

Contact No's:9419040053

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

اُمت مسلمہ اور بنی اسرائیل۔4

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی۔رحمۃ اللہ علیہ

اَب اس آئینہ میں ہم اپنی صورت دیکھیں! کیا یہی حال بعینہٖ ہمارا نہیں ہے؟ جو کچھ پوری دُنیا میں امت محمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے، فسادات ہو رہے ہیں، جان و مال لوٹا جا رہا ہے، گھروں میں، بازاروں میں اور مسجدوں میں آگ لگائی جا رہی ہے، یہ سب اللہ کی طرف سے سزا ہے، اس بات کی کہ ہماری اکثریت اور مجموعی طور پر پوری امت اللہ کے اکثر حکموں کو پامال کر رہی ہے، نہ اللہ کا ان بنی اسرائیل کے ساتھ رشتہ تھا، ج وانبیاء کی اولاد تھے، نہ ہم سے رشتہ ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت ہیں، اللہ کے یہاں جو معاملہ ہوتا ہے وہ تو مخلوق کے اعمال و کردار کی بنا پر ہوتا ہے، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم میں ہمارے اکثر بھائی اللہ کے اکثر حکموں کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہیں، اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو ذرا سوچئے کہ اپنے حالات کو درست کرنے کیلئے ہمیں کیا کرنا ہوگا۔

دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سوچو کہ کیا اللہ کے حکم کے بغیر ہو سکتا ہے؟ اللہ کے سوا کسی اور کا ارادہ کسی اور کا فیصلہ، کسی اور کی طاقت بھی دنیا میں کارفرما ہے؟ اور پھر اس پر غور کرو کہ اگر اللہ کسی بات کا فیصلہ کرے تو اس کو کسی مخلوق کے ذریعہ بدلوایا جا سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں ''لا رادّ لقضاءٖ ولا معقب لحکمہٖ'' نہ کوئی اس کے فیصلہ کو بدلنے والا ہے نہ کوئی اسے چیلنج کرنے والا۔

اللہ ہم کو اس حقیقت پر ایمان نصیب فرمائے کہ دنیا میں افراد کے ساتھ یا قوموں کے ساتھ جو ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور اللہ کا معاملہ نہ افراد کے ساتھ بلا ضابطہ ہوتا ہے نہ قوموں کے ساتھ، جو قوم اللہ کے حکموں کو پورا کرے گی اور اللہ کے پسند کئے ہوئے طریقہ زندگی کے مطابق اپنی زندگی گذارے گی وہ دنیا میں بھی اللہ کے اچھے معاملہ کی مستحق ہوگی اور آخرت میں بھی سرخرو اور کامیاب ہوگی۔

اسلئے میرے دوستو! آج کے اس مبارک دن میں یہ ارادہ کرو، اور عہد کرو کہ انشاء اللہ خدا کے ہر حکم کو اپنی زندگی میں اتاریں گے اور اللہ کے حکموں کو پوری امت میں زندہ کرنے کیلئے خوب محنت کریں گے۔

میں باریکیوں میں نہیں جاتا، وہی حکم جو بنی اسرائیل کو دئے گئے تھے وہ ایسے اصولی احکام ہیں جو اللہ کے پسندیدہ طریقہ زندگی کے بنیادی اجزاء ہیں، توحید کا حکم، نماز اور زکوٰۃ کا حکم، والدین، اقرباء، یتیموں اور اہل حاجت کے ساتھ نیک سلوک کا حکم اور تمام انسانوں سے حسن معاملہ کا حکم۔

> کیا یہی حال بعینہٖ ہمارا نہیں ہے؟ جو کچھ پوری دُنیا میں امت محمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے، فسادات ہو رہے ہیں، جان و مال لوٹا جا رہا ہے، گھروں میں، بازاروں میں اور مسجدوں میں آگ لگائی جا رہی ہے، یہ سب اللہ کی طرف سے سزا ہے، اس بات کی کہ ہماری اکثریت اور مجموعی طور پر پوری امت اللہ کے اکثر حکموں کو پامال کر رہی ہے۔

یہی وہ بنیادی احکام ہیں جن پر عمل کرنے سے پورے دین پر عمل کرنے کا مزاج بن جاتا ہے، اس لئے ان احکام پر پورا پورا عمل کرنے کی نیت کرو، اور پوری اُمت میں پورے دین کو زندہ کرنے کیلئے عمومی جدوجہد میں خوب محنت کرو، اور قربانیاں دو، الحمد للہ، ہم آپ اس زمانے میں ہیں جب کہ یہ عمومی جدوجہد پوری دنیا میں کی جا رہی ہے۔ اگر یہ صحیح نہج پر کی جائے اور اس کے اصولوں پر عمل کیا جائے اور دُعاؤں کا پورا اہتمام کیا جائے تو انشاء اللہ اسی جدوجہد سے امت محمدیہ کے اندر اللہ کے حکموں سے فرار کا رجحان ختم ہو جائے گا اور ذہن و مزاج کا رخ درست ہو جائے گا۔ پھر اس وقت اللہ کی طرف سے حالات درست کرنے کے فیصلے ہوں گے، اور پھر جو کوشش کی جائے گی اس کے نتائج مثبت اور حوصلہ افزا نکلیں گے۔

میرے بھائیو! مجھے جو کہنا تھا اللہ نے کہلوا دیا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے تا کہ میں قیامت کے دن اس جرم میں نہ پکڑا جاؤں کہ تو لوگوں سے کہتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا، اور آپ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو اس پر پکڑے جائیں کہ تمہیں دین کی بات پہنچ گئی پھر بھی تم نے اپنی زندگی کو نہ بدلا۔

اَب آیئے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دُعا کریں۔ بالکل یہ سمجھیں کہ اللہ حاضر و ناظر ہے اللہ کے بیشمار فرشتے موجود ہیں، مسجد کی فضا ان سے بھری ہوئی ہے، اگر ہماری آپ کی آنکھیں ہوتیں تو ہم ان کو دیکھتے، اَب ہم اللہ کو اور یہاں موجود اسکے فرشتوں کو گواہ بنا کر عہد کریں اور اللہ سے کچھ مانگیں:

''اے اللہ! ہم آپ کے بندے آپ کے حضور میں حاضر ہیں، دل سے اور زبان سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ کے نبی برحق ہیں، ہم نے ان کا دین قبول کیا، ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے رسول پر بھی ایمان لائے، اے اللہ! ہم کو حقیقت ایمان نصیب فرما، ہمارے قلوب کو نور ایمان نصیب فرما، ہم میں سے کسی کو محروم نہ فرما، اے اللہ! جو بندے یہاں جمع ہیں ان سب کو حقیقت ایمان نصیب فرما، ان جوانوں کو بوڑھوں کو، ان عزیزوں کو ان بھائیوں کو، ان میں سے ایک ایک کو کمال ایمان کی دولت سے مالا مال فرما، اے اللہ! ہم اعتراف کرتے ہیں کہ اب تک کی زندگی اکثر آپ کے حکموں کے خلاف گذری ہے، سر سے پیر تک ہمارا پورا جسم اور ظاہر سے لیکر باطن تک ہمارا پورا وجود آپ کے حکموں کے خلاف استعمال ہوا ہے، ہم معافی کے طالب ہیں، ہم کو معاف فرما دے، ہم توبہ کرتے ہیں، ہماری توبہ قبول فرما لے، اس مبارک دنف میں، اس مبارک ماحول میں ہم ارادہ کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچیں گے اور آپ کے حکموں کے خلاف زندگی نہیں گذاریں گے، اے اللہ! ہمارے ارادوں کو قبول فرما اور ان میں عزم و اخلاص کی روح پیدا فرما، شیطان اور نفس ہمیں گناہوں میں مبتلا کرنے والے ہیں، ان دونوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما، تیری مدد کے بغیر ہم ان کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے، اے اللہ! دین کو عام فرما، تیرے جو بندے دین کی محنت کر رہے ہیں، اور جس شکل میں بھی دین کی فکر میں لگے ہیں ان کی فکروں اور محنتوں کو قبول فرما، اے اللہ! ان کی مدد فرما، صحیح طریقہ پر کام کرنے کی اُنہیں توفیق نصیب فرما، ہر قسم کے فتنوں سے ان کی حفاظت فرما، نفس اور شیطان کے شرور سے ان کو محفوظ رکھ، اے اللہ! ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ فرما، ہمارے لئے رحمت کا فیصلہ فرما دے، تیرے فیصلے میں دخل دینے والا کوئی نہیں، دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا لے، اور محض اپنے کرم سے ہمیں جنت نصیب فرما دے، اے اللہ! ہمیں غفلت سے نجات دے، ایسا بنا دے کہ تیری طرف سے غفلت نہ ہو، آخرت اور جنت و دوزخ کو نہ بھولیں، حشر کو نہ بھولیں، آخرت کی ہر منزل میں ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما، ہمارے ساتھ وہ معاملہ فرما جو آپ کی شانِ کریمی کے لائق ہے۔ ☆

مناسکِ حج..................ایک نظر میں

''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لاَ شَرِیْکَ لَکَ'' (بخاری ومسلم)

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میں تیرے حکم کے آگے سرخم ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، اقرار کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری بادشاہت تیرے ہی لئے ہے اور نظام کائنات چلانے میں تیرا کوئی شریک نہیں۔

حج کا پہلا دِن ۸ ذوالحجۃ	حج کا دوسرا دِن ۹ ذوالحجۃ	حج کا تیسرا دِن ۱۰ ذوالحجۃ	حج کا چوتھا دِن ۱۱ ذوالحجۃ	حج کا پانچواں دِن ۱۲ ذوالحجۃ
مکہ سے منیٰ کو روانگی منیٰ میں آج کے دِن ظہر عصر مغرب عشاء پڑھنی ہے رات کو منیٰ میں قیام	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہیں وقوفِ عرفات عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہیں مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہیں رات کو مزدلفہ میں قیام کرنا ہے	مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی پہلے بڑے شیطان کی رمی پھر قربانی کرنا پھر سر کے بال منڈانا یا کتروانا پھر طوافِ کعبہ کو مکہ جانا رات کو منیٰ میں قیام	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے پہلے چھوٹے شیطان کی رمی پھر درمیانے شیطان کی پھر بڑے شیطان کی رمی کرنا طوافِ زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کر لیں رات کو منیٰ میں قیام	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے پہلے چھوٹے شیطان کی رمی پھر درمیانے شیطان کی رمی پھر بڑے شیطان کی رمی کرنا ہے طوافِ زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کر لیں ۱۳/ ذوالحجۃ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جا سکتی ہیں مگر مکروہ ہے۔

نوٹ: اسکے علاوہ حج کے بقیہ دِنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں، طوافِ زیارت کا وقت ۱۰/ ذوالحجۃ کی فجر سے ۱۲/ ذوالحجۃ کے غروبِ آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔ طوافِ زیارت سے رات کے کسی بھی حصہ میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کیلئے منیٰ چلے جائیں۔ (عبادت سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو ورنہ قبول نہیں ہوگی۔) **پیشکش:** دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے..........

وہ مصائب کو راحتوں میں نہیں بدل سکتے۔ وہ مشکلات کو آسانیوں میں نہیں بدل سکتے، وہ آفات وبلیات کو نعمتوں میں نہیں بدل سکتے۔ ارشاد ربانی ہے ''کیا تم ان کو پوجتے اور پکارتے ہو جو خود مخلوق ہیں؟ ایک مقام مشرکین کو واضح کیا گیا'' جو لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں' وہ لوگ ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے' اگر چہ سارے جمع ہو جائیں' اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ بھی واپس نہیں لا سکتے' مانگنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے مانگا جا رہا ہے وہ بھی کمزور ہے۔''

قرآن حکیم نے جہاں سے شرک کے خدشات ابھرتے تھے' ان کو ختم کرنے کا اعلان بھی کیا' کہ لوگوں نے اپنے ذہن میں یہ خیالات بٹھائے ہوئے ہیں کہ زمین پر اللہ کے چھوٹے چھوٹے سفارشی ہیں' جو ہماری فریادیں اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں' ہماری سنتا نہیں' اور ان سفارشیوں کی باتوں کو مسترد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ادعونی استجب لکم تم مجھے بلاؤ میں تمہیں جواب دوں گا' دوسرے مقام پر فرمایا میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں' تو ایسی عظیم ذات کے ساتھ کسی غیر کو شریک وسہیم سمجھنا ذاتی ہے' انسان کو ہمیشہ شرک کی لعنت سے بچنا چاہئے اللہ کی ذات وصفات پر کامل ومکمل یقین رکھنا چاہئے۔

موبائل میں کسی کی تصویر فیڈ کرنا: موبائل میں کسی شخص کی تصویر فیڈ (Feed) کرنا، کہ جب بھی فون کیا جائے تو بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے درست نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون'' ۔

(صحیح البخاري: ۲/ ۸۸۰، رد المحتار: ۹/ ۵۱۹)

(المسائل المهمة : ۱/ ۲۰۳)

کسی کو اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ پکارنا: جن لوگوں کے نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام پر ہوں، جیسے عبدالرحمٰن، عبدالقیوم وغیرہ، ایسے شخص کو اے رحمٰن اے قیوم کہہ کر پکارنا ایک قسم کی سوءِ ادبی ہے، لہٰذا اس طرح پکارنے سے احتراز کر کے پورا نام لینا چاہیے، اگر کوئی شخص قصداً اس طرح پکارے تو یہ کفر ہے، کیونکہ کسی کی تعظیم کرتے ہوئے اللہ پاک کا نام بولنا اس کو اللہ کے درجہ میں تسلیم کرنا ہے جو موجبِ کفر ہے، الا یہ کہ پکارنے والا معنیٰ لغوی کا قصد کرے تو موجبِ کفر نہیں، تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ پورا نام لیا جائے۔

(المسائل المهمة : ۲/ ۲۸)

غیر اللہ کی قسم کھانا: قسم کا مقصد تقدیس وتعظیم ہے اور وہ صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے، اس لیے مخلوق میں سے کسی شخص یا اس کے سر، گلے اور زندگی کی قسم کھانا اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ وہ بھی ایسا ہی مقدس ومعظم ہے جیسے باری تعالیٰ کی ذات ہے، تو اس طرح کی قسم کھانے کو حدیثِ پاک میں کفر وشرک قرار دیا گیا ہے، اس لیے ایسی قسم کھانا ہر گز جائز نہیں بلکہ سخت گناہ ہے، ضرورت پیش آنے پر صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھانا چاہیے اور بات بات پر قسم کھانے سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ یہ خلافِ اولیٰ ہے۔

(المسائل المهمة : ۲/ ۳۰)

دولہا اور دلہن کا سہرا اور گجرا باندھنا: شادی میں نوشہ کے سر پر سہرا باندھنا اور ہاتھوں اور گلے میں گجرے اور کنگن پہنانا، ہاتھ میں کٹر او رچا قو لینا جس میں لیمو لگا ہوتا ہے، اسی طرح بارات نکلنے سے پہلے گاڑی کے پہیوں کے نیچے ناریل یا انڈے پھوڑنا وغیرہ، یہ تمام رسمیں خالص ہندوانہ تہذیب کی دین ہیں، جو اختلاط کی وجہ سے مسلمانوں میں رائج ہو گئیں، اس لیے ان سب رسموں کا چھوڑنا لازم ہے۔

(المسائل المهمة : ۲/ ۴۷)

(باقی آئندہ شمارے میں)

دار العلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آ رہا ہے۔ الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جا رہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دار العلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دار العلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاوُن کی گذارش کی جا رہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کر سکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کر سکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS

NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM

Cell No's: 9419639044, 9596106546

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER CONSTRUCTION DIVISION SRINAGAR

J & K STATE SPORTS COUNCIL, SRINAGAR

NOTICE INVITING TENDERS

Fresh Tender Notice 25 of 2013-14 Dated: 29/8/2013

For and on behalf of Secretary of J&K State Sports Coucil, Srinagar e-tenders are invited on item rate basis from eligible contractors Registered with J&K PWD contract of the classes shown as undr for the below noted work:

1. Name of Work: Development of play field at Mini Stadium at (Gohan Baramulla).
Adv. Cost: Rs. 5.52 lacs **E/Money:** 11050/- **Class:** D/C **Time of Compl:** 30 days **Cost of T.D:** Rs. 600/-
2. Name of Work: Development of play field at Kanispora Baramulla.
Adv. Cost: Rs. 7.32 lacs **E/Money:** 14650/- **Class:** D/C **Time of Compl:** 30 days **Cost of T.D:** Rs. 600/-
3. Name of Work: Development of play field at Peth-Khaal-Narah (Gulistan Bara).
Adv. Cost: Rs. 11.45 lacs **E/Money:** 22900/- **Class:** B/D/C **Time of Compl:** 40 days **Cost of T.D:** Rs. 800/-
Position of AAA: Submitted
Position of Funds: Demanded

1. The Bidding documents consisting of qualifying information, eligibility criteria, specification, Drawings, bill of quantities (B.O.Q) terms and conditions of contract and other details can be seen/downlaoded from the departmental website: www.jktenders.gov.in as per schedule of dates given below:

1. Date of Issue of tender Notice: 29/08/2013
2. Period of downloading of bidding documents: From 29/08/2013 2pm to 12/09/2013 4:00pm.
3. Bid Submission start date: 29/08/2013 from 2:30pm.
4. Bid Submission end date: 12/09/2013 upto 4:00pm.
5. Deadline for receiving the Hard copy of all the scanned documents with (Original DD & EMD): 13/9/2013 4pm.
6. Date and Time of Opening of bids (On line): 14/09/2013 at 11:00 in the office of the Executive Engineer, Construction Division Kashmir Bakhshi Stadium Srinagar.

2. Bids must be accompanied with cost of Tender document in shape of demand draft in favour of Executive Engineer Construction Division Kashmir J&K State Sports Council (tender inviting authority) and E/Money/ Bid secutiriy in shape of CDR/ FDR pledged to Executive Engineer, J&K State sports council Srinagar (tender receiving authority).

3. All the terms and conditions are as per PWD form 25 and of J&K State Sports council as in vogue.

DIPK-6909 **Executive Engineer**

Office of the Executive Engineer Mechanical Hospital and Central Heating Division Srinagar Telefax; 0194-2496089

GIST OF E- TENDER

NIT NO: MHCHD/TS/2013-14/92/e-tendering Dated: 30/8/2013

For and on behalf of the Governor of J&K State e-tenders are invited on item rate basis from approved and eligible contractors Registered with J&K State Govt. CPWD, Railways and other State/Central Government for the following works:

1. Name of Work: Construction of Plant room for Central heating system of Govt. Unani Hospital, Shalteng, Srinagar.
Est. Cost: Rs. 14.58 lacs **E/Money:** Rs. 29500/- **Class:** BEE/CEE **Time of Compl:** 02 months **Cost of T.D:** Rs. 1000/-

1. Downloading of Bids:- The NIT consisting of qualifying information, eligibility criteria, specification, Drawings, bill of quantities (B.O.Q) terms and conditions of contract and other details can be seen/downlaoded from the departmental website: www.jktenders.gov.in from 31/8/2013 to 18/9/2013 upto 4pm.

2. Uploading of Bids: The tenderers shall deposit their bids (in two covers) in electronic format on the above website from 31/8/2013 to 18/9/2013 upto 4pm.

3. Opening of Bids: The bids received upto due date and time shall be opened on 19/9/2013 at 11:00am in the office of the Executive Engineer, MHCHD, Srinagar.

DIPK-6910 **Executive Engineer**
Dated: 5/9/2013 **MHCHD Srinagar**

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 33 13 September 2013 Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 14-09-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinagar
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 9

اعدادو تقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی
ناظم تعلیمات و معتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگر چہ وہ اپنے نفس کی خواہش سے اجازت دیدے۔

ہمارے ایک استاذ ایک تحصیل دار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا، عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیل داری پر مامور رہے تھے، انہوں نے تحصیلوں میں جاکر مقدمات کی فائلیں نکل وائیں اور ان کے ذریعہ مقدمات لانے والوں کے پتے لئے، پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی، ان تحصیل دار صاحب سے ہمارے استاذ محترم کی خود ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ خود سنایا تھا۔

آج پوری امت مسلمہ کے دل ان واقعات کی وجہ سے ٹوٹے ہوئے ہیں جو مختلف مقامات پر مسلمانوں کے ساتھ ظلم کیا جارہا ہے، اس پر ہر مسلمان کا دل مرجھایا ہوا ہے، لوگ پریشان ہیں اور یہ پریشانی بھی بجا ہے، کیوں کہ ایک مسلمان ملک پر ظلم اور تشدد کے ساتھ حملہ کیا گیا اور ساری دنیا تماشہ دیکھتی رہی اور کوئی مسلمان ملک اس کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھ سکا، اس واقعہ کی وجہ سے پوری امت مسلمہ میں ایک بے چینی، ایک اضطراب، ایک صدمہ، ایک افسوس اور اور ایک رنج کی کیفیت ہے۔

لیکن یہ بات رکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے اندر ہمارے اوپر کچھ فرائض عائد کئے ہیں اور اس دنیا میں یہ قانون بنایا ہے کہ جو شخص جیسا اسباب اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ویسا نتیجہ عطا فرمائیں گے۔ صدیوں سے ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ارشادات کو پسِ پشت ڈالا ہوا ہے، قرآن کریم کے ارشادات میں ایک اہم ارشاد یہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ۔ تم جتنی زیادہ سے زیادہ اپنی قوت بنا سکتے ہو اور قوت حاصل کر سکتے ہو، وہ قوت حاصل کرو۔ (سورہ انفال)

آج سے چودہ سو سال پہلے اس کے ذریعہ مسلمانوں کو خطاب کیا جا رہا ہے کہ تم ایسی قوت حاصل کرو جس کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کے دشمن پر اور اپنے دشمن پر رعب طاری کر سکو۔ اس حکم کا تقاضہ یہ تھا کہ پوری امت مسلمہ جہاں کہیں بھی ہو، اپنے آپ کو مضبوط بنانے کی پوری کوشش کرے، اپنے دفاع کے لحاظ سے، سازوسامان کے لحاظ سے اور معیشت کے لحاظ سے اپنے آپ کو مضبوط بنائے۔

لیکن بہ حیثیت مجموعی اگر امت مسلمہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ نظر آئے گا کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو مضبوط بنانے کے بجائے اپنی ساری لگام غیروں کے ہاتھ میں دی ہوئی ہیں۔ آج مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ تاریخ میں روئے زمین پر اتنی تعداد اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ آج مسلمانوں کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ تاریخ میں اس سے پہلے اتنے وسائل کبھی نہیں رہے، آج اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو اتنی دولت عطا فرمائی ہے کہ تاریخ میں اس سے پہلے اتنی دولت کبھی ان کے پاس نہیں رہی، دنیا کے عظیم ترین وسائل اور پیداوار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے خطے میں عطا فرمائے ہیں، تیل یہاں نکلتا ہے، گیس یہاں نکلتی ہے، سونا یہاں نکلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہترین انسانی صلاحیتیں یہاں عطا فرمائی ہیں اور سارے کرۂ زمین کا نقشہ اٹھا کر دیکھیں تو یہ نظر آئے گا کہ پورے کرۂ زمین کا دل مسلمانوں کے پاس ہے۔

مراکش سے لے کر انڈونیشا تک مسلسل اسلامی ملکوں کا سلسلہ ہے گویا کہ ایک زنجیر ہے جس میں مسلمان پروئے ہوئے ہیں، درمیان میں صرف دو ملک حائل ہیں، ایک اسرائیل اور ایک بھارت۔ دنیا کی عظیم ترین شاہراہیں مسلمانوں کے قبضے میں ہیں، نہر سوئز ان کے پاس ہے، آبنائے باسفورس ان کے پاس ہے، خلیج عدن ان کے پاس ہے، اگر مسلمان متحد ہو کر اپنی اس طاقت کو استعمال کریں تو غیر مسلموں کے ناک میں دم کر دیں۔ لیکن مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ان تمام وسائل سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ہر شخص اپنے ذاتی مفاد کو سوچ رہا ہے، اس ذاتی مفاد کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ممالک جن کے اندر سونے کی ریل پیل ہے، جن کے یہاں تیل بے تحاشہ پیدا ہو رہا ہے، انہوں نے اپنی ساری زندگی کا دارومدار دوسرے ممالک سے درآمد کئے ہوئے سامان پر رکھا ہوا ہے، ان کے اپنے ملک میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی ان ممالک میں ایسے افراد تیار کئے جاتے ہیں جو اس دور کے لحاظ سے سازوسامان تیار کر سکیں اور مناسب اسلحہ تیار کر سکیں۔

یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ اس ساری دولت پر اور سارے وسائل پر خود غرضی کا شیطان مسلط ہے، ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ مجھے پیسے ملنے چاہئیں، چاہے حلال طریقے سے ملیں یا حرام طریقے سے ملیں، وقتی طور پر میں خوش ہو جاؤں، وقتی طور پر میرا کام بن جائے، وقتی طور پر مجھے راحت مل جائے، چاہے اس کی خاطر مجھے قوم اور ملک کو داؤ پر لگانا پڑ جائے، چاہے اس کی خاطر مجھے اپنی پوری ملت کو بیچنا پڑ جائے، لیکن میں کسی طرح اپنا الّو سیدھا کر لوں۔ یہ وہ ماحول ہے جس میں ہم اور آپ زندگی گزار رہے ہیں اور حکّام سے لے کر عوام تک ہر شخص اس بیماری میں مبتلا ہے۔

توحید کے مقابلہ میں شرک ہے، شرک شراکت سے ہے، شراکت دو آدمیوں کے ایک چیز میں حصہ دار بننے کو کہا جاتا ہے، جس طرح دنیوی کاروبار میں دو آدمی کسی کام میں شریک ہوں تو اسے شراکت کا نام دیا جاتا ہے، تو شرعی نقطہ سے شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی غیر کو شریک کرنا، خواہ وہ اللہ کے ولی ہوں، نبی ہوں، فرشتے ہوں، یا کوئی بھی اللہ کی مخلوق ہو۔

قرآن کریم نے جہاں مختلف مقامات پر توحید ربانی کا ذکر کیا، اور الٰہ واحد کے احکام کو ماننے کا حکم دیا، وہاں شرک وکفر کے ایوان ڈھانے اور مسمار کرنے کا حکم بھی دیا، اور واضح کیا کہ شرک ظلم عظیم ہے، حضرات انبیائے کرام نے شرک وکفر کے خلاف آواز اٹھائی، حضرت نوحؑ نے شیطان کی پھیلائی ہوئی شرکیات کے خلاف محنت کی، ابراہیم نے بتوں کی پوجا اور پرستش کے خلاف آواز اٹھائی، اپنے مشرک باپ کو سمجھایا اور اپنی قوم کو سمجھایا کہ تم ان بہرے، گونگے بتوں کو مت پوجو، تم ان کو پکارتے ہو جو نہ بول سکتے ہیں، نہ کھا سکتے ہیں۔ آپ نے مسلسل محنت کی، رب کی توحید کا ڈنکا بجایا، حضرت موسیٰ نے بھی اللہ کی وحدانیت کا درس دیا، شرک وکفر کے خلاف توحید کا علم بلند کیا، حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرک کے خلاف جہاد کیا، مشرکوں سے لڑائیاں لڑیں، قرآن پاک کی واضح آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں، کہ اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا، مشرک جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ حضرت لقمان حکیم کے نام پر قرآن میں سورۃ لقمان ہے، جنہوں نے اپنے لخت جگر بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا "لاتشرک باللہ" اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، کیوں کہ شرک ظلم عظیم ہے، اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم میں بتایا گیا لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین.

اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور بالضرور آپ کے اعمال ضائع کردیئے جائیں گے، اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے، حق تعالیٰ نے یہ بات اپنے نبی کو ارشاد فرمائی، جنہیں رحمت کائنات بنا کر مبعوث فرمایا، خطاب تو نبی اکرم کو ہے، مگر یہ تعلیم امت کے لیے کی گئی ہے، اس لیے کہ نبی جس عظیم منصب پر فائز ہوتا ہے، اس سے اس گھناؤنی حرکت کا صدور بالکل محال ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کی تمام راہیں بند کرنے کا عزم کیا، پھر اس کے خلاف عملی جہاد کیا، خانۂ کعبہ جو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے اللہ کی بندگی وعبادت کے لیے تعمیر کیا تھا، اس میں تین سو ساٹھ بتوں کو پاش پاش کر دیا، اور ہر بت کو توڑتے وقت جاء الحق وزھق الباطل کا جملہ ارشاد فرماتے جاتے تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسداد شرک کے لیے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس طرح نہ بناؤ جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو بنایا، اور میری رحلت کے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِذَا استعنت فاستعن باللہ" جب تو مدد اللہ سے چاہے تو اللہ سے مدد مانگ، فرمایا اگر تمہارے جوتے کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے وہ بھی اللہ سے مانگو، کسی غیر کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو، ایک مرتبہ ایک صحابی نے کسی بات پہ کہہ دیا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں اور جو اللہ چاہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے روک دیا کہ یہ جملہ نہ کہو صرف اتنا کہو جو اللہ چاہے وہ ہوگا، حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہوں کو سجدہ کیا جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ ومقام دنیا کے شاہوں سے بلند وبرتر ہے، اگر اجازت ہو تو ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جایا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت میں غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن . میں عورت کو حکم کرتا کو وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے، مگر یہ جائز نہیں ہے۔ شرک وبت پرستی گھناؤنا جرم ہے، اللہ تعالیٰ کو مشرک کے افعال شنیعہ پر بڑی غیرت آتی ہے، اور مشرک کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مشرک مرد مشرکہ عورت سے شادی کرے، مشرک مرد کی شادی کسی مؤمنہ سے نہیں ہوسکتی اور کسی مشرکہ کی شادی مؤمن مرد سے نہیں ہوسکتی، یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کریں۔

قرآن حکیم نے بتایا کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ غیر خدا کو مصائب ومشکلات میں، آفات وبلیات میں پکارتے ہیں، وہ بے بس اور ناتواں ہے، وہ حاجت براری نہیں کر سکتے، //

بقیہ صفحہ 7 پر......